

[illegible]

موضوعات پر نہیں لکھیں اور یوں اردو میں نظم کی ابتدا ہوئی۔

آگے چل کر نظم نے ایک صنف شعر کی حیثیت سے سب سے زیادہ رتی کی۔ غزل کی پختہ روایت اور اس کے قبول عام کے رد عمل میں جس نظم کو فروغ ہوا، یہی نظم جدید ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے۔ کہ حالی اور آزاد وغیرہ نے جس نظم کے فروغ کے لیے تک و دو کی اور شبلی، اکبر اور اسماعیل میرٹھی وغیرہ نے نظم کے جس ذخیرے میں معتد بہ اضافہ کیا، ایک خارجی صنف شاعری ہونے کی حیثیت سے وہ نظم جدید سے بالکل ایک مختلف چیز تھی۔

”نظم جدید“ تمام قدیم اصنافِ سخن سے بالکل مختلف چیز ہے۔ اس لیے یہ ایک الگ اور جدید صنف شعر ہے۔ ”نظم جدید“ میں موضوع یا ہیئت کی کوئی قید نہیں البتہ زبان، طرز بیان اور اپنے علامتی انداز کے سبب دیگر اصناف سے نمیز کی جاسکتی ہے۔

”نظم جدید“ میں داخلیت زیادہ نمایاں ہوتی ہے۔ اس میں شاعر اپنے باطن کی گہرائیوں میں ڈوب کر انفرادی اور ذاتی رد عمل کا اظہار کرتا ہے اس کا انداز تجزیاتی ہوتا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا کے الفاظ میں نظم جدید فرد اور اس کے باطن کی ایک کہانی ہے۔ بیشتر جدید نظموں میں شاعر نے اپنی زندگی کے کسی ایک تجربے کو اس کی تمام تر جذبہ باقی اور احساسی کیفیتوں کے

ساتھ پیش کیا ہے: تاہم نظم جدید کا موضوع بہت وسیع ہے کہ اگر
دور جدید میں فرد کی سوچ اور اس کی ذات پر اثرات کا دائرہ بے حد
وسیع ہو چکا ہے۔

باعتبار ہیئت نظم جدید کی متعدد شکلیں ہیں۔ مثلاً: پابند نظم، آزاد
نظم، آزاد نظم۔ سانیٹ۔

* پابند نظم

پابند نظم کے لیے بحر وزن اور قافیہ وردِ اہٹ (یا صرف قافیہ) کی پابندی
ضروری ہے۔ موضوع کی کوئی قید نہیں۔ پابند نظم کسی بھی موضوع پر کسی
ہیئت (یعنی مثنوی، قصیدہ، مسدس، مریع یا ترکیب بند وغیرہ) میں
جاسکتی ہے۔ عموماً کسی ایک خیال یا تصور کو موضوع نظم بنایا جاتا ہے
یعنی نظم کے لیے صرف تسلسل خیال ضروری ہے۔ بیشتر قصائد، مرثیے
قطعات کو پابند نظمیں بھی کہا جاسکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مزاجاً دور
جدید میں شمار نہیں ہوتیں۔

نظم اکبر آبادی، شبلی، اسماعیل، اکبر، چکبست، اسرار، بے نظیر

ظفر علی خاں، اقبال اور جوش نے دنیا کی بے ثباتی، وطن کی محبت، سیاست اور قدرتی مناظر کو موضوعِ نظم بنایا۔ جوش کے ہاں خارجی رجحانات نمایاں ہیں۔ جدید شعرا کے ایک گروہ (جہاں نثار اختر، علی سردار جعفری، مسعود جبار وغیرہ) نے مجلسی یا معاشی غیر جمواریوں کو موضوعِ نظم بنایا ہے مگر ان کی اکثر نظمیں سیاسی پروپیگنڈے کی ذیل میں آتی ہیں۔ جعفر طاہر، نعیم صدیقی، گلبدن حفیظ، خالد، عاصی کرناٹی، فروغ احمد، سہیل احمد یدی، عرش بھوپالی، شورش کا شمیری، جگن ناتھ آزاد، احمد ندیم قاسمی وغیرہ نے تہذیبی، فکری اور سیاسی مسائل پر نظمیں لکھی ہیں۔ ایک مثال :

بیگانہ احساس ہے کیا جبرِ مشیت	کس درجہ تم کیش ہے تقدیر کا قانون
اندوہ مکافات میں دنیا ہے گرفتار	حد یہ ہے کہ حیوان بھی اس میں نہیں مارا
مل کر نہ سکے مسئلہ سود و زیاں کو	گو تم کا ہو عرفان کہ اسرارِ فلاطون
ہے دہم و گماں عقلِ فسوں گر کا کرشمہ	تیرے نکتہ گرم سے ٹوٹے گایہ فسوں
	(فروغ احمد، قیامت کا ایک نمبر)

یہاں نو جوان کلمہ تم پر بھی بناوٹ

جس کا تم دونوں کا تو حس ہے، نہ تو ناگوار
نہ ہی اُن کو تے پالا ہے، نہ تو ناگوار



معری نظم

قدیم شعرا کے ہاں قافیہ کی شرط شعر کے لیے ضروری تھی، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ قافیہ کی پابندی کے سبب شاعر اپنے تخیل کی طرف پوری طرح متوجہ نہیں ہو سکتا۔ حالی کو بھی اندازہ تھا کہ قافیہ کی قید اسے مطالب میں خلل انداز ہوتی ہے۔ چنانچہ اس احساس کے تحت بیسویں صدی میں ہمارے شعرا کے اندر قافیہ سے چٹکارا پانے کا رجحان پیدا ہونے لگا۔ انگریزی ادب کی ترویج ہوتی تو معری (بلا قافیہ) نظموں کے نمونوں نے اس رجحان کو تقویت بخشی۔ چنانچہ اردو میں بھی معری نظمیں لکھی جانے لگیں۔

معری نظم میں بحر اور وزن کی پابندی کی جاتی ہے مگر قافیہ ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ معری نظم کے ابتدائی تجربے عبدالحلیم شرر نے کیے بعد میں اسماعیل میرٹھی، آزاد کا کوروی، طباطبائی اور بہت سے دوسرے شعرا نے معری نظمیں لکھیں۔ ایک مثال،

نت نئی روشنی کے چلے ہیں
جنگ بازی بھی اک تجارت ہے
سود خوروں نے، سٹہ بازوں نے